جماعت:۔ نہم | دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے | غزل نمبر ۳

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ناداں	ناسمجھ	مشتاق	چاہنے والا
بیزار	اُکتایا ہوا	مدعا	بات کہنا
بھلا	نیکی	صدا	آواز
نثار کرنا	قربان کرنا	مفت	بغیر قیمت کے
درویش	فقیر	وفا	محبت

شعر نمبر ۱۔ دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے ؎ آخر اس درد کی دوا کیا ہے

لغت:۔

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
دلِ ناداں	ناسمجھ دل	دوا	علاج
درد	دکھ تکلیف		

مفہوم:۔ شاعر مرزا اسد اللہ خان غالب اپنے ہی دل سے مخاطب ہیں اور کہتے ہیں کہ ناسمجھ دل تجھے کیا ہو گیا ہے اور تمہارے درد کی دوا کیا ہو سکتی ہے ۔

تشریح:۔ شاعر اپنے ہی دل کو ناداں اور ناسمجھ کہتے ہوئے کہہ رہا ہے کہ تو ہوش کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑ کیونکہ جو روگ جو درد تو نے اپنے دل کو لگا لیا ہے اس درد اور تکلیف کا کوئی علاج نہیں ہے۔ اے میرے دل تو ہوش میں آ تو نے کیوں اپنا آپ گنوا دیا ہے تو کیوں اتنا پریشان ہے ۔ تجھے تو کوئی مرض ہے نہ ہی کوئی تکلیف۔ تیرا درد ایسا نہیں کہ جس کا علاج ممکن نہ ہو۔ اس لیے تو بے چین اور بے قرار ہے تو بالکل تندرست ہے در حقیقت شاعر یہ کہنا چاہتا ہے کہ اسے جب دل کی خواہشات غالب آجاتی ہیں تو وہ دماغ کے فیصلے ماننے سے انکار کر دیتا ہے۔ دل کے فیصلے ہمیشہ جذباتی ہوتے ہیں اسی لیے غالب نے اپنے دل کو ناداں کہا ہے وہ اپنے ہی دل سے اپنے درد کا درماں یعنی علاج پوچھ رہا ہے۔

شعر نمبر ۲۔ ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار ؎ یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے

لغت:۔

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مشتاق	خواہش مند	بیزار	اکتایا ہوا
ماجرہ	قصہ	یاالٰہی	اللہ تعالیٰ

مفہوم:۔ شاعر اپنے محبوب سے ملنے کا خواہش مند ہے لیکن اس کا محبوب اس سے تنگ آیا ہوا ہے، اکتایا ہوا ہے شاعر کو سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ یہ واقعہ کیا ہے؟

تشریح:۔ شاعر اس شعر میں اپنے محبوب سے ملنے، اسے دیکھنے کا خواہش مند ہے اور چاہتا ہے کہ اس کا محبوب ہمیشہ اس کے سامنے رہے ۔ شاعر اپنے دل کی کیفیت کو اپنے جذبات کو اپنے محبوب کے ساتھ بانٹنا چاہتا ہے لیکن اس کا محبوب اکتایا ہوا بیزار سا دکھائی دیتا ہے جبکہ شاعر اس سے مل کر اپنا حالِ دل بیان کرنا چاہتا ہے لیکن اس کا محبوب اس بات کے لیے بالکل آمادہ دکھائی نہیں دیتا۔ شاعر کہتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کے قیمتی لمحات اپنے محبوب کی قربت میں گزارنا چاہتا ہے لیکن اس کا محبوب اس سے دُور دُور رہنا چاہتا ہے، اس لیے شاعر اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ آخر یہ قصہ یہ ماجرہ کیا ہے کہ میں اپنے محبوب کی قربت چاہتا ہوں اور وہ مجھ سے دُور رہنا چاہتا ہے۔

شعر نمبر ۳۔ میں بھی منہ میں زبان رکھتا ہوں ؎ کاش پوچھو کہ مدعا کیا ہے

لغت:۔

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
کاش	حسرت	مُدعا	دل کی بات

مفہوم:۔ شاعر کہتا ہے کہ میرے پاس بھی بولنے کی طاقت ہے میری حسرت ہے کہ مجھ سے پوچھو کہ میں کیا چاہتا ہوں۔

تشریح:۔ شاعر کا کہنا ہے کہ بولنے کی قوت و طاقت میرے پاس بھی ہے بات کرنے کے فن سے میں بھی واقف ہوں لیکن دکھ کی بات یہ ہے کہ میرا محبوب مجھ سے بات کرنا ہی نہیں چاہتا اور یہ جاننا ہی نہیں چاہتا کہ میں اپنے دل میں اس کے لیے کیا جذبات رکھتا ہوں وہ میرے جذبات و احساسات سے ناواقف رہنا چاہتا ہے جبکہ میری دلی خواہش ہے کہ وہ میرے جذبات و احساسات سے واقف ہو کہ میں اس سے کس قدر محبت کرتا ہوں اور اسے میری بالکل قدر نہیں ہے ۔ شاعر اپنے محبوب کے بارے میں یہ گمان بھی رکھتا ہے کہ اس کا محبوب اِدھر اُدھر کے لوگوں سے اس کے بارے میں جاننے کی کوشش کرتا رہتا ہے جبکہ شاعر کی آرزو ہے کہ وہ بغیر کسی جھجک کے خود اس سے بات کرے شاعر کا کہنا ہے منہ میں میں بھی زبان رکھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ میرا محبوب خود مجھ سے ہم کلام ہو۔

جماعت:۔ نہم   دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے   غزل نمبر:۔۲

شعر نمبر ۴۔ ؎ ہم کو ان سے وفا کی ہے اُمید — جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

لغت:۔

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
وفا	محبت وخلوص	امید	آس

مفہوم:۔ شاعر اس شعر میں کہتا ہے کہ ہم بعض اوقات ایسے لوگوں سے خلوص ومحبت کی آس لگا بیٹھتے ہیں جو جانتے ہی نہیں کہ پیار ومحبت، وفا وخلوص کس چیز کا نام ہے۔

تشریح:۔ شاعر اس شعر میں کہتا ہے کہ میں کتنا ناسمجھ اور بے وقوف انسان ہوں جو اس شخص سے وفا کی امید لگا کر بیٹھا ہے جو اس بات سے واقف ہی نہیں کہ پیار و وفا کس چیز کا نام ہے۔
شاعر کہتا ہے کہ میرا محبوب تو وفا کرنا جانتا ہی نہیں اور میری طرح کے اور بھی بہت سے لوگ ایسے ہیں جو سامنے والے سے وفا کی امید باندھ لیتے ہیں اور مسلسل دکھ کا شکار رہتے ہیں ان کی ہزاروں ایسی خواہشات جو وہ اپنے محبوب سے وابستہ کیے ہوتے ہیں وہ پوری نہیں ہوتیں کیونکہ شاعر کہتا ہے کہ یہ ہماری کم عقلی اور ناسمجھی ہے کہ ہم ان سے وفا کی امید لگا بیٹھے ہیں جو نہیں جانتے کہ وفا کیا ہے وہ اتنے بھولے اور معصوم ہیں کہ وہ جفا اور وفا میں تمیز کرنا بھی نہیں جانتے لیکن پھر بھی شاعر پُرامید دکھائی دیتا ہے کہ شاید چاہے جتنا چاہے بھی میرا محبوب مجھ سے وفا کر جائے۔ بس اسی امید کے سہارے ہم جیسے لوگ اپنی زندگی گزار دیتے ہیں کہ کبھی نہ کبھی محبوب کی نظرِ عنایت ضرور ہوگی اور شاید وفا کے بدلے میں وفا مل سکے جو کہ ممکن دکھائی نہیں دیتا۔

شعر نمبر ۵۔ ؎ ہاں بھلا کر ترا بھلا ہوگا — اور درویش کی صدا کیا ہے

لغت:۔

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
بھلا	نیکی	درویش	فقیر

مفہوم:۔ شاعر اس شعر میں انتہائی عاجزی کا مظاہرہ کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم فقیروں کے ساتھ بھلائی کر تا کہ تیری بھی بھلائی ہو۔

تشریح:۔ شاعر اس شعر میں اپنے محبوب سے مخاطب ہے اور کہتا ہے کہ میں اپنے محبوب سے بھلائی کا طلب گار ہوں تا کہ اس کا بھی بھلا ہو جس طرح فقیر دروازے پر دستک دینے کے بعد سامنے والے سے نیکی کی امید رکھتا ہے اسی طرح شاعر نے اپنے محبوب کے دل کے دروازے پر دستک دی ہے اور اب اس بات کی آس لگائے بیٹھا ہے کہ میرا محبوب بھی نا کبھی ضرور میری طرف مائل ہوگا۔۔ شاعر اپنے محبوب کی بھلائی چاہتا ہے وہ نہیں چاہتا کہ اس کا محبوب کبھی اداس یا پریشان ہو۔ وہ اپنے محبوب کے لیے احساس کے جذبات رکھتا ہے وہ ہر حال میں اسے خوش دیکھنا چاہتا ہے کیونکہ شاعر جانتا ہے کہ یہ دنیا مکافاتِ عمل ہے جو کچھ ہم اس دنیا میں بوتے ہیں وہی کاٹیں گے بھی۔ اس لیے ہمیں ہمیشہ دوسروں کے لیے احساس کے جذبات رکھنے چاہیئں کیونکہ نیکی کرنے سے انسان کا بھلا ہوتا ہے جبکہ بُرائی کے بدلے میں بُرائی ہی جنم لیتی ہے اسی لیے شاعر کہتا ہے کہ تو بھی بھلائی کے کام کرتا کہ تیرا بھی بھلا ہو۔
کیونکہ اگر ہم دنیا میں بھلائی اور نیکی کے کام کریں گے تو آخرت کی زندگی میں اس کا اچھا پھل ملے گا کیونکہ یہ دنیا "آخرت کی کھیتی ہے"۔

شعر نمبر ۶۔ ؎ جان تم پر نثار کرتا ہوں — میں نہیں جانتا کہ دُعا کیا ہے

لغت:۔

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
جان	زندگی	نثار	قربان

مفہوم:۔ شاعر کہتا ہے کہ میں اپنی جان اپنے محبوب پر قربان کرنا جانتا ہوں اور یہ نہیں جانتا کہ دُعا کسے کہتے ہیں یا دُعا کیا چیز ہے۔

تشریح:۔ شاعر اس شعر میں اپنے محبوب سے مخاطب ہے اور کہتا ہے کہ میں جانتا ہوں کہ اس دنیا میں صرف میں ہی تجھے پیار نہیں کرتا بلکہ تمہیں چاہنے والے اور بھی بہت ہوں گے لیکن وہ صرف تمہیں خالی دُعاؤں کے ساتھ چاہتے ہیں عملی طور پر ان کا پیار کہیں دکھائی نہیں دیتا لیکن میں تجھ سے اس قدر محبت کرتا ہوں کہ اپنی جان تک تیرے عشق میں لٹا سکتا ہوں۔
شاعر اپنی خوشی سے اپنے محبوب کے لیے جان نثار کرنے پر آمادہ ہے اور کہتا ہے کہ میں کیوں اپنے مرنے کی دُعا مانگوں کیونکہ میں خود اپنی مرضی سے اپنے محبوب کے لیے جان تک قربان کرنے کے لیے تیار ہوں۔ شاعر اپنی جان اپنے محبوب پر نثار کر کے ثابت کرنا چاہتا ہے کہ وہ اس سے کس قدر محبت کرتا ہے وہ اپنے محبوب کی خوشی کے لیے دعا کرنے کی بجائے اس کی راہ میں اپنی جان قربان کرنا چاہتا ہے۔

شعر نمبر ۷۔ ؎ میں نے مانا کہ کچھ نہیں غالبؔ — مفت ہاتھ آئے تو بُرا کیا ہے

لغت:۔

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مانا	تسلیم کرنا	مفت	بغیر قیمت کے

مفہوم:۔ شاعر کہتا ہے کہ میں مانتا ہوں کہ میری حیثیت کچھ بھی نہیں ہے اور اگر میں تجھے بغیر کسی قربانی کے مل جاؤں تو اس میں کیا حرج یا بُرائی ہے۔

تشریح:۔ شاعر اپنے آپ کو اپنے محبوب کے حوالے کرنے کے بعد کہتا ہے میں جانتا ہوں کہ تیری نظر میں میری کوئی حیثیت نہیں ہے تیری نظر میں میری کوئی قدر و قیمت نہیں ہے اور میں شاید تیرے لیے کسی کام کا نہیں ہوں اور نا ہی تمہارے کسی کام آسکوں گا میں بغیر کسی قیمت کے تمہیں مل رہا ہوں کیونکہ میری خواہش صرف اتنی سی ہی ہے کہ تو مجھے مل جائے میری تجھے حاصل کرنے کے لیے کوئی شرط نہیں ہے اگر بغیر کسی قیمت و شرط کے تو مجھے مل جاتا ہے تو اس میں بُرائی ہی کیا ہے۔ شاعر اپنے محبوب سے کسی قیمت کا طلب گار نہیں وہ بس ہر حال میں اسے پانا چاہتا ہے اس کی قربت میں اپنی زندگی کے لمحات گزارنا چاہتا ہے وہ اپنے محبوب کی ہستی میں گم ہو جانا چاہتا ہے اور اسے کسی بھی قیمت پر کھونا نہیں چاہتا۔

جماعت:۔ نہم　　　　**مشقی سوالات (دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے)**　　　　غزل نمبر:۔ ۲

۱۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

۱۔ غالب کو کن سے وفا کی اُمید ہے؟
جواب:۔ غالب کو ان لوگوں سے وفا کی اُمید ہے جو نہیں جانتے کہ وفا کس کو کہتے ہیں یا وفا کیا چیز ہے۔

۲۔ شاعر نے کسے ناداں کہا ہے؟
جواب:۔ شاعر نے دل کے لیے ناداں کا لفظ استعمال کیا ہے۔

۳۔ کون مشتاق ہے اور کون بیزار؟
جواب:۔ شاعر اپنے آپ کو کہتا ہے کہ میں اپنے محبوب سے ملنے کے لیے مشتاق ہوں اور میرا محبوب مجھ سے بیزار ہے۔

۴۔ درویش کے لب پر کیا صدا ہے؟
جواب:۔ درویش کہتا ہے کہ آپ دوسروں کے ساتھ بھلائی کریں گے تو آپ کے ساتھ بھی بھلائی ہوگی۔

۵۔ غالبؔ نے مقطعے میں محبوب کو اپنی کیا قیمت بتائی ہے؟
جواب:۔ غالب نے مقطعے میں کہا ہے کہ میری کوئی قیمت نہیں ہمیں بغیر کسی قیمت کے ہی تجھے مل جاؤں گا۔

۲۔ درج ذیل الفاظ کے متضاد بتائیں:

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
ناداں	دانا	نیکی	بدی
دن	رات	موت	زندگی
آزاد	غلام		

۳۔ درج ذیل الفاظ پر اعراب لگائیں:

الفاظ	اعراب	الفاظ	اعراب
مشتاق	مُشتاق	مدعا	مُدَّعا
وفا	وَفا	صدا	صَدا
نثار			

۴۔ اس غزل میں جو قافیے آئے ہیں انھیں ترتیب وار لکھیں:

ہوا ، دوا ، ماجرہ ، مدعا ، کیا ، صدا ، دُعا ، بُرا

۵۔ کالم الف کو کالم ب سے ملائیں:

کالم الف	کالم ب	کالم الف	کالم ب
درد	دوا	مشتاق	بیزار
منھ	زبان	درویش	صدا
جان	نثار		

۶۔ دُرست لفظ کی مدد سے خالی جگہ پُر کریں:

الف۔ **دلِ** ناداں تجھے ہوا کیا ہے۔　　ب۔ مُفت ہاتھ آئے تو **بُرا** کیا ہے　　ج۔ یا الٰہی! یہ **ماجرہ** کیا ہے

د۔ ہم کو ان سے **وفا** کی ہے امید　　ر۔ جان تم پر **نثار** کرتا ہوں　　و۔ اور درویش کی **صدا** کیا ہے

۷۔ درج ذیل میں سے مذکر مونث الگ الگ کریں:

دل ، صدا ، جان ، مدعا ، دعا ، ماجرہ

مذکر الفاظ	مونث الفاظ
دل	صدا
مدعا	جان
ماجرہ	دعا

جماعت:۔ نہم | رُخ و زلف پہ جان کھویا کیا | غزل نمبر: ۲

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
رخ	چہرہ	زلف	بال
اُجالا	روشنی	وصف	صفت
دندان	دانت	بخت	نصیب
کشت	کھیتی	سخن	شعر گوئی
جوتا	ہل چلانا	بویا	بیج ڈالنا

درج ذیل اشعار کی تشریح کریں:

شعر نمبر ۱۔ رُخ و زلف پہ جان کھویا کیا ؎ اندھیرے اُجالے میں رویا کیا

لغت:۔

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
رُخ	چہرہ	زلف	بال
جان کھویا کیا	جان قربان کرنا	اُجالا	روشنی

مفہوم:۔ شاعر کہتا ہے کہ میں نے اپنی زندگی اپنے محبوب کے چہرے اور بالوں پر نثار کر دی یعنی میں اندھیرے اور روشنی میں روتا ہی رہا۔

تشریح:۔ شاعر حیدر علی آتش کہتے ہیں کہ میں ساری زندگی اپنے محبوب کے خدوخال میں ہی کھویا رہا اور اس کی بے انتہا تعریف کرتا رہا میں ساری زندگی اپنے محبوب کے خوبصورت روشن چہرے میں اور اس کے گھنے سیاہ بالوں میں کھویا رہا لیکن مجھے کچھ حاصل نا ہوا کیونکہ میں دن رات بس روتا ہی رہا اور مجھے وصال یار نصیب نا ہوا یعنی میں اپنے محبوب کی قربت اور ملاپ سے محروم ہی رہا۔ میری ساری زندگی بے کار ہی گزر گئی اور میں نے زندگی میں کچھ بھی حاصل نا کیا۔ شاعر اپنے محبوب کے چہرے کو دن کے اجالے سے اور اس کی زلفوں کو رات کی سیاہی سے تشبیہ دیتا ہے شاعر کہتا ہے کے میرا محبوب انتہائی خوبصورت ہے اسی لیے وہ اس کے چہرے کی دلکشی کو دن کی روشنی سے تشبیہ دیتا ہے اور چونکہ اس کے محبوب کے بال انتہائی گھنے اور سیاہ ہیں اس لیے وہ بالوں کو رات کی تاریکی سے تشبیہ دیتا ہے شاعر اپنے محبوب کے خدوخال پر اپنی جان نثار کرتا رہا اور دن رات اس کی یاد میں روتا ہی رہا۔

شعر نمبر ۲۔ ہمیشہ لکھے وصفِ دندانِ یار ؎ قلم اپنا موتی پرویا کیا

لغت:۔

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
وصف	خوبیاں	دندان	دانت کی جمع
موتی پرونا	موتیوں کو ایک لڑی میں ڈالنا		

مفہوم:۔ شاعر اپنے محبوب کے دانتوں کو موتیوں سے تشبیہ دیتا ہے اور اس کی تعریف میں کہتا ہے کہ اس کے دانت ایسے ہیں جیسے کہ انہیں موتیوں کی لڑی میں رویا گیا ہو۔

تشریح:۔ شاعر انتہائی خوبصورت انداز میں اپنے محبوب کے دانتوں کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میرے محبوب کے دانت انتہائی سفید اور چمک دار ہیں جب میں اس کے دانتوں کی تعریف اپنے کلام میں کرتا ہوں تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کے میرا قلم موتی پرو رہا ہو۔ دوسرے الفاظ میں شاعر اپنے وہ الفاظ جو وہ اپنے محبوب کے دانتوں کی صفات کے لیے استعمال کر رہا ہے ان الفاظ کو بھی موتیوں سے تشبیہ دیتا ہوئے کہتا ہے کہ میں نے اپنے محبوب کے دانتوں کے لیے انتہائی خوبصورت الفاظ کا چناؤ کیا ہے وہ اپنی تمام شاعری کو جو اس نے اپنے محبوب کی تعریف بیان کرتے ہوئے کی ہے اسے خوبصورت موتیوں کی لڑی سے تشبیہ دی ہے۔

شعر نمبر ۳۔ کہوں کیا ہوئی عمر کیونکر بسر ؎ میں جاگا کیا، بخت سویا کیا

لغت:۔

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
بخت	قسمت	عمر	زندگی
جاگا	بیدار	بسر	گزاری

مفہوم:۔ شاعر کہتا ہے کہ میں اپنے بارے میں کیا بتاؤں کہ میں نے اپنی زندگی کیسے گزاری میں خود تو جاگتا رہا لیکن میری قسمت سوئی رہی۔

تشریح:۔ شاعر اپنی زندگی کے گزرے لمحات کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں ساری زندگی بیدار رہا کبھی بھی میں نے غفلت نہیں کی ہر طرح کے اچھے برے حالات سے میرا واسطہ رہا اور میں نہیں گھبرایا اور حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کرتا رہا لیکن پھر بھی میں اپنی دلی خواہشات کی تکمیل کے لیے ذلیل و خوار ہی رہا کیونکہ میری قسمت نے میرا ساتھ نہ دیا۔ میرا بیدار رہنا بے کار رہا اور اس کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ شاعر کا کہنا ہے کہ انسان لاکھ کوشش کرے کہ وہ سب حاصل کر لے جو وہ چاہتا ہے تو ایسا ممکن نہیں ہے جب تک اس کی قسمت اس کی تقدیر اس کا ساتھ نہ دے کیونکہ وقت سے پہلے اور نصیب میں لکھے سے زیادہ خدا کسی کو عطا نہیں کرتا۔ انسان کی ساری کوشش بے کار چلی جاتی ہے جس طرح شاعر کی خواہشات دل کی دل میں ہی رہ گئیں اور وہ لاکھ جستجو کے بعد بھی اپنی تمناؤں کی تکمیل نہ کر سکا اور اس کا ذمہ دار اپنی تقدیر کو گردانتا ہے۔ عجب فلسفہ زندگی ہے کہ اگر انسان کچھ حاصل کر لے تو کہتا ہے کہ میری کاوش رنگ لائی اور اگر نہ حاصل کر سکے تو تقدیر کو ذمہ دار گردانتا ہے۔

جماعت:۔ نہم　　　　رُخِ وزُلف پہ جان کھویا کیا　　　　غزل نمبر:۔ ۲

شعر نمبر۴:۔ ؎ رہی سبز بے فکر کشتِ سخن　　نہ جوتا کیا میں، نہ بویا کیا

لغت:۔

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
بے فکر	جسے کوئی پرواہ نہ ہو	کشتِ سخن	شعر گوئی کی زمین
جوتا	ہل چلانا	بویا	اُگانا

مفہوم:۔ شاعر کہتا ہے کہ میری شاعری کی زمین ہمیشہ سرسبز رہی ہے مجھے اس کے لیے کبھی محنت نہیں کرنا پڑی۔

تشریح:۔ شاعر کہتا ہے کہ میری شاعری لوگوں کے دلوں کو چھو کر گزر تی ہے اور ان کے دلوں پر اپنا اثر چھوڑ جاتی ہے جبکہ میں نے اس کے لیے کبھی بھی محنت نہیں کی یہ شاعر اپنی شاعری کی تعریف بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ جس طرح کسان فصل کو حاصل کرنے کے لیے پہلے زمین کو ہموار کرتا ہے، ہل چلاتا ہے پھر اس میں بیج بوتا ہے، وقت پر پانی دیتا ہے اور دل و جان سے اس کی دیکھ بھال کرتا ہے پھر کہیں وہ فصل حاصل کرپاتا ہے اور اس کی محنت ثمر آور ہوتی ہے اور وہ اپنی محنت کا پھل پاتا ہے لیکن مجھے اپنی شاعری کے لیے بالکل محنت نہیں کرنا پڑی یہ ہمیشہ اچھی رہی ہے میں نے اس کے محنت نہیں کی لیکن پھر بھی یہ سرسبز و شاداب رہی ہے کیونکہ یہ میرے لیے عطیہ خداوندی ہے یعنی خداداد صلاحیت ہے۔

شعر نمبر۵:۔ ؎ برہمن کو باتوں کی حسرت رہی　　خدا نے بتوں کو نہ گویا کیا

لغت:۔

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
برہمن	بُت پرست قوم	حسرت	آرزو
گویا	بولنا	باتوں	گفتگو

مفہوم:۔ شاعر کہتا ہے کہ برہمن قوم کو ہمیشہ بتوں سے باتیں کرنے کی خواہش رہی لیکن خدا نے بتوں کو آواز نہیں دی۔

تشریح:۔ برہمن ایک بُت پرست قوم ہے جو ہندوؤں کی سب سے اونچی ذات ہے، انسان جب کسی سے محبت کرتا ہے اس کی پرستش کرتا ہے تو وہ ہمیشہ اس کی قربت میں رہنا چاہتا ہے اس سے زیادہ سے زیادہ باتیں کرنا چاہتا ہے اپنے دل کا حال اس کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہے اور اپنے بارے میں اس کے جذبات اور احساسات کو جاننا چاہتا ہے لیکن شاعر کہتا ہے کہ برہمن کو اپنے خدا سے جو ایک بت کی شکل میں اس کے سامنے موجود ہے یہی حسرت رہی کہ وہ بولے اور اس کی باتوں کا جواب دے لیکن ایسا ممکن نہیں ہے کیونکہ خدا نے بتوں کو بولنے کی یا دیکھنے کی صلاحیت عطا نہیں کی۔ شاعر اپنے محبوب کو بھی ایک بُت کی مانند قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا محبوب بھی ایک ایسا بت ہے جو مجھ سے بات نہیں کرتا میں کتنا بھی اس سے اپنے جذبات کا اظہار کروں وہ جواب نہیں دیتا اور میری دلی حسرت ہے کہ وہ مجھ سے بات کرے لیکن ایسا ممکن دکھائی نہیں دیتا، جس طرح بتوں کو خدا نے بولنے کی قوت سے محروم رکھا ہے اسی طرح میرے محبوب کا حال ہے کہ زبان رکھتے ہوئے بھی بے زباں ہے جیسے کہ وہ بولنے کی صلاحیت سے محروم ہو۔

شعر نمبر۶:۔ ؎ مزا غم کے کھانے کا جس کو پڑا　　وہ اشکوں سے ہاتھ اپنا دھویا کیا

لغت:۔

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اشک	آنسو	ہاتھ دھونا	کھو دینا
مزا	لطف	غم	دُکھ

مفہوم:۔ جو غم کی لذت سے آشنا ہو جائے وہ اپنے آنسوؤں کو کھو دیتا ہے۔

تشریح:۔ اس شعر میں شاعر کہتا ہے کہ جب انسان کسی چیز کا عادی ہو جاتا ہے تو وہ اس کے بغیر رہ نہیں سکتا یہ چیز نشے سے تعبیر کی جاتی ہے کہ جس طرح اگر کوئی انسان نشے کا عادی ہو جائے تو اسے چھوڑنا اس کے لیے مشکل ترین کام ہوتا ہے اسی طرح جب مسلسل غم سہنے اور دُکھ برداشت کرنے کی عادت ہو جاتی ہے تو انسان پھر غم کے بغیر رہ نہیں سکتا اور خوشی اس کے لیے بے معانی چیز ہو جاتی ہے اسے غم میں ہی مزا آتا ہے درحقیقت غم کی وجہ سے انسان کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں لیکن جس پر غم کا اثر نہ ہو اس کی آنکھوں میں آنسو نہیں آتے وہ غم سے آشنا ہو چکا ہوتا ہے۔ وہ اشکوں کو کھو دیتا ہے یعنی شاعر کی اس سے مراد یہ ہے کہ جب وہ غم کا عادی ہو جاتا ہے تو پھر کسی بھی غم کا اس پر اثر نہیں ہوتا اور آنسو اس کی آنکھوں میں نہیں آتے۔

شعر نمبر۷:۔ ؎ زنخداں سے آتش محبت رہی　　کنویں میں مجھے دل ڈبو یا کیا

لغت:۔

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
زنخداں	ٹھوڑی کا گڑھا	محبت	پیار

مفہوم:۔ شاعر اپنے محبوب کی ٹھوڑی میں پڑنے والے گڑھے پر فدا ہے اور کہتا ہے کہ یوں لگتا ہے کہ میرے دل نے مجھے ایک کنویں میں ڈبو دیا ہے۔

تشریح:۔ شاعر غزل کے اس شعر میں کہتا ہے کہ میرے محبوب کی ٹھوڑی میں جو گڑھا پڑتا ہے وہ مجھے بے انتہا خوبصورت لگتا ہے میں رات دن اسی کے خیال میں مگن رہتا ہوں میرا دل اپنے محبوب کے خدوخال میں ڈوب کے رہ گیا ہے اور مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے میرے دل نے مجھے کسی کنویں میں دھکیل دیا ہو۔ شاعر اپنے محبوب کی ٹھوڑی میں پڑنے والے گڑھے کو کنویں سے تشبیہ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ جس طرح اگر کوئی انسان کسی کنویں میں گر جائے تو اس کا نکلنا مشکل ہو جاتا ہے اسی طرح میرا اپنے محبوب کی ٹھوڑی میں پڑنے والے گڑھے سے نکلنا مشکل ہو چکا ہے مجھے اب اس کے سوا کسی چیز کا ہوش نہیں ہے کہ میں کہاں ہوں میری کیفیت بالکل ایسی ہے جیسے کوئی مکمل طور پر ڈوب چکا ہو۔

جماعت:۔نہم — مشقی سوالات (رُخ و زُلف پہ جان کھویا کیا) — غزل نمبر۲

۱۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱۔ شاعر نے ہمیشہ کس کے وصف لکھے ہیں؟
جواب: شاعر نے ہمیشہ اپنے محبوب کے وصف لکھے ہیں۔

۲۔ شاعر کی عمر کیسے بسر ہوئی؟
جواب: شاعر نے اپنی تمام زندگی بیداری میں گزاری لیکن اس کی قسمت نے اس کا ساتھ نہ دیا اس کی قسمت سوئی رہی اور یونہی اس کی تمام زندگی بسر ہوئی۔

۳۔ شاعر نے اپنی کشتِ سخن کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟
جواب:۔ شاعر کہتا ہے کہ اپنی کشتِ سخن پر میں نے کبھی محنت نہیں کی لیکن اس کے باوجود یہ ہمیشہ سرسبز وشاداب رہی ہے۔ کیونکہ جس طرح کسان کو فصل حاصل کرنے کے لئے زمین کو ہموار کرنا پڑتا ہے، ہل چلانا پڑتا ہے، بیج بونا پڑتا ہے اور پھر اپنی محنت کا پھل فصل کی شکل میں حاصل کرتا ہے مجھے ایسا بالکل نہیں کرنا پڑتا کیونکہ شاعری میری خداداد صلاحیت ہے۔

۴۔ برہمن کو کس بات کی حسرت رہی؟
جواب:۔ برہمن کو اپنے بتوں سے بات کرنے کی حسرت رہی۔

۵۔ شاعر کا قلم کیا کام کرتا ہے؟
جواب:۔ شاعر کا قلم اپنے محبوب کے وصف بیان کرتے ہوئے موتی پروتا ہے۔

۶۔ مندرجہ ذیل تراکیب کے معنی لکھیں:

تراکیب	معانی
وصفِ دندانِ یار	محبوب کے دانتوں کی صفات بیان کرنا
فکرِ کشتِ سخن	شاعری کی زمین صحیح کرنے کی فکر

۷۔ کالم الف کو کالم ب سے ملائیں:

کالم الف	کالم ب	کالم الف	کالم ب
اندھیرا	اُجالا	وصف	دنداں
قلم	موتی	عمر	بسر
جاگا	سویا	فکر	سخن
دنداں	کنواں	مزا	غم

۸۔ اعراب کی مدد سے تلفظ واضح کریں:

الفاظ	اعراب	الفاظ	اعراب
وصف	وَصْف	قلم	قَلَم
عمر	عُمر	بخت	بَخت
کشتِ سخن	کِشتِ سُخن	برہمن	بَرہَمن
دنداں	دَنداں		

۹۔ درج ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں:

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
اندھیرا	اجالا	جاگنا	سونا
غم	راحت	آگ	پانی

۱۰۔ درج ذیل مرکبات کے نام لکھیں:

مرکبات	مرکبات کے نام	مرکبات	مرکبات کے نام
رخ و زلف	مرکبِ عطفی	دندانِ یار	مرکبِ اضافی
کشتِ سخن	مرکبِ اضافی		

۱۱۔ اس غزل کا مطلع کون سا ہے؟
جواب:۔ اس غزل کا مطلع غزل کا پہلا شعر ہے ۔ ۔ رخ و زلف پہ جان کھویا کیا ---------رویا کیا

۱۲۔ اس غزل کا مقطع کون سا شعر ہے؟
جواب:۔ اس غزل کا مقطع غزل کا آخری شعر ہے۔ ۔ دنداں سے آتش ---------دل ڈبویا کیا

۱۳۔ اس غزل میں کون کون سے قوافی استعمال ہوئے ہیں؟
جواب:۔ کھویا، رویا، پرویا، سویا، بویا، گویا، دھویا اور ڈبویا